ماخذ تحقیقی مجلہ

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-11

OPEN ACCESS

CC BY NC

عظمیٰ نورین

لیکچرار، جی سی ویمن یونیورسٹی، سیالکوٹ۔

ڈاکٹر روبینہ پروین

ٹیچنگ اینڈ ریسرچ ایسوسی ایٹ، شعبہ اردو، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد۔

ڈاکٹر محمد رحمٰن

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، ہزارہ یونیورسٹی، مانسہرہ۔

اردو اوپیرا: ایک تجزیہ

Dr. Uzma Noreen
Lecturer G.C Women University Sialkot.
Dr. Robina Parveen
Teaching and Research Associate Urdu Department International Islamic University Islamabad.
Dr. Muhammad Rahman*
Assistant Professor Urdu Department, Hazara University Mansehra.
***Corresponding Author:** drmrehman75@hu.edu.pk

Urdu Opera: An Analysis

“Opera” is a lyrical drama, whose dialogues are sung to the tune of music in the form of poems. As if both poetry and lyrics are essential in an opera, otherwise it does not deserve to be called an opera. A drama in which the musical element predominates is called opera. In grand opera, every dialogue is sung. Initially, this method was considered formal and imitative. In early Italian opera, only ancient Greek and Latin stories were selected for the above. And all the people were given the opportunity to show their essence in turn. Thus, continuity was not maintained in the play. Gluck was the first to raise his voice against this. He and his like-minded artist Deborah created a type of opera like Diegans. Italy, Russia and France have produced famous opera writers. In England, opera is not very popular

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-11
ماخذ تحقیقی مجلہ

except for a few plays. It is also called lyrical allegory. The ancient history of drama suggests that opera was performed in the theaters of Greece and Italy, but its revival began in Italy in the 1600s.
Key Words: *"Opera", lyrical drama, Gluck, Diegans, Greek and Latin Italy, Russia, France, lyrical allegory, 1600s.*

اوپیرا(Opera)ڈراما کی وہ قسم ہے جس میں موسیقی اور گائیکی کے ذریعے کہانی بیان کی جاتی ہے۔یعنی اس قسم کے ڈرامے میں کہانی، مکالمے، اداکاری اور موسیقی سب ایک ساتھ پیش کیے جاتے ہیں۔ اگرچہ عام ڈرامے میں گفتگو بولی جاتی ہے لیکن "اوپیرا" میں تمام مکالمے گائے جاتے ہیں۔ دراصل اوپیرا ڈرامے میں موسیقی، رقص اور منظر نگاری کا امتزاج ہوتا ہے۔ اس کی ابتدا سترھویں صدی کے آغاز میں دہلی سے ہوئی۔ پھر بعد میں یہ یورپ بھر میں مشہور ہوا۔ اردو میں اس کی جڑیں "اندر سبھا" میں ملتی ہیں مگر اُس قصے کو مختلف ڈراما نگاروں نے مختلف انداز میں لکھا۔ یوں انیسویں صدی کے اختتام پر "اندر سبھا" کی قسم بھی ختم ہو گئی۔ جس کے بعد پارسی تھیٹر کو فروغ ملا۔ پارسی تھیٹر کو آغا حشر کاشمیری نے نیا رنگ و آہنگ دیا۔ آل انڈیا ریڈیو کے قیام کے بعد کچھ غنائی نظمیں تخلیق کی گئیں مگر اس کا اوپیرا کے ساتھ تعلق نہ ہونے کے برابر تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اوپیرا کے حوالے سے شعوری کوششیں آزادی کے بعد ہوئیں۔ یوں غنایئے اور اوپیرا ساتھ ساتھ لکھے گئے۔ رفتہ رفتہ اوپیرا اسٹیج بھی ہونے لگا۔ یاد رہے کہ یورپ میں اوپیرا کو یونانی "گیریک ٹریجڈی" کے طرز پر لکھا اور اسٹیج کیا گیا۔ دراصل اوپیرا ایک قدیم داستان کی طرح ہوتا ہے۔ بس فرق یہ ہے کہ قدیم داستان کی کہانی اوپیرا کا پلاٹ، داستان کا مقصد اوپیرا کا مرکزی خیال، داستان کی کردار نگاری اوپیرا کی اداکاری، داستان کی مصوری اوپیرا کی منظر نگاری اور ساتھ روشنیوں کا ہر ہنر اور کامیاب کھیل و تکنیک اور مناسب اسلوب ہوتے ہیں۔ بہر حال اس ڈرامے کو برصغیر میں فروغ دینے والوں میں سلام مچھلی شہری، ساغر نظامی، عبدالعزیز خالد، رفعت سروش اور شہاب جعفری شامل ہیں۔ اب آیئے اوپیرا کے اجزائے ترکیبی پر بحث کرتے ہیں، جو تین ہیں یعنی شاعری، موسیقی اور ڈرامہ۔ سب سے پہلے ہم شاعری پر بحث کریں گے۔

ا۔ شاعری

اوپیرا نگار کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایسا موضوع لے جسے گایا جا سکے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ روز مرہ کے موضوعات سے زیادہ تاریخی حقائق پر مبنی ہو۔ کیوں کہ موسیقی اور شاعری میں عام سی باتیں تو نہیں سما سکتیں۔ اس طرح البسٹریلکٹ کردار جیسے پہاڑوں، ندیوں، جانوروں، نخلستانوں، ریگستانوں یا ناچتے بگولوں کو منظوم پیکر میں ڈھالا جائے۔ یعنی شاعری میں ایسے تاریخی کردار جو لافانی ہوں۔ ایسے جانور جو بولنے والے ہوں۔ ایسا ماحول ہو جو مافوق

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-11
ماخذ تحقیقی مجلہ

الفطرت ہو، ایسا ریگستان جو جنگل سے زیادہ سرسبز و شاداب ہو۔ ایسا نخلستان جو جنت کا ٹکڑا ہو، جن ہوں، پریاں اور مافوق الفطرت عناصر کی بھرمار ہو، جیسے کہ داستان میں ہوتی ہے۔ تب ہی اوپیرا کامیاب ہو گا۔ شاعروں کے پاس تخیل کی جولانیاں ہوں اور ان کے خیالات میں غنائیت کے نغمے اور سندر سپنے اپنا رنگ دکھاتے ہوں تب ہی اوپیرا کے لیے ماحول مناسب ہو سکتا ہے۔ مثلاً ساغر نظامی کے ایک اوپیرا "جنس ہنر" سے ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

"مہہ جبیں:۔ میرے محبوب شاعر میری زندگی
لاکھ دیپک کے آغوش تاریک میں
ہیں مقدس اندھیروں میں شمس و قمر اور شام و سحر
اپنی امید کی روشنی پاچکی ہوں

احمریں:۔ میں تہی دست و مفلس ہوں آوارہ ہوں

مہہ جبیں:۔ میں تہی دست کی روح میں، دولت بحر و بر دیکھتی ہوں

احمریں:۔ میں اندھیرے کا تاریک انبار ہوں

مہہ جبیں:۔ میں مسلسل شب تار کے ڈھیر میں، اک دنیائے انجم و قمر دیکھتی ہوں۔"(۱)

اسی طرح اوپیرا کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ اس میں لکھے گئے مکالمے بھی شاعروں کے حساب سے مکمل ہوں۔ یعنی شاعر کو یا مصنف کو بحروں سے مکمل واقفیت ہونی چاہیئے۔ اس کی مثال "جہاں آرا" کا یہ مکالمہ ہے:

"سرِ دربار گری یہ بجلی
مغلیہ اُن کے کاشانے پر
ہم سمجھتے ہیں کہ یہ موت بلند اختر کی
زندگی سے بھی بلند تر ہے مگر
اس کا اعلان ہے یہ
مغلیہ شان ہے اب رو بہ زوال
مغلیہ شان ہے اب رو بہ زوال
لیکن اب خون کیا ہے اس نے
بے زبانی کا

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-11

محبت کا

وفاداری کا

اور الزام لیا ہے اس نے

بے گناہوں کی دل ازاری کا

رنگ لائے گا بہت جلد یہ خون۔"[۲]

اسی طرح اس میں ڈرامائیت کی فضا بنانا بھی ضروری ہے یعنی شاعر ایسے مکالمے لکھے جن میں ڈرامائیت اور نیا پن ہو۔ یہی ایک بہترین شاعر اور اوپیرا نگار کی اصل خوبی مانی جاتی ہے۔ جیسے یہ اوپیرا:

"مہ لقا:۔ قیامت قیامت غضب ہو گیا

روشن آرا:۔ ہوا کیا ذرا مہ لقا

جیسے پہنچیں شمع کے نزدیک بیگم صاحبہ

اس کی لو نے صورت پروانہ بڑھ کر

کیا کیا؟

مہ لقا:۔ عطر میں مہکے ہوئے آنچل کو بوسہ دیا

کنیزیں:۔ یا خدا!

مہ لقا:۔ آگ ذوق و شوق پھر چار بڑھتی گئی

پہلے آنچل پھر لباسِ ناز کی جانب بڑھی

کنیزیں:۔ پھر کیا ہوا؟

مہ لقا:۔ جسم بیگم صاحب کا چوم کر ہنسنے لگی

روشن آرا:۔ جلد بولو مہ لقا

سوجھی ہے تو کو شاعری۔"[۳]

مذکورہ بالا اقتباسات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اوپیرا میں نغمگی ہو۔ اس طرح اس میں مکمل مکالمے بھی ہوں۔ ساتھ ساتھ بحروں پر بھی عبور حاصل ہو۔ اور پھر ڈرامائیت کی فضا بھی ساتھ ہونی چاہیئے۔ طلب یہ کہ اوپیرا میں داستان جیسے اجزائے ترکیبی ہوں تو اس کا مزہ بھی دوبالا ہو جاتا ہے۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-11
ماخذ تحقیقی مجلہ

اس طرح اوپیرا میں فیسٹی بھی ہونی چاہیئے جیسے مندرجہ ذیل میں ہے:

"روحیں:۔ دنیا ہے جنت　　جنت محل میں دنیا نہیں ہے
معمار کا ہاتھ　　کٹ کر بھی اب تک مردہ نہیں ہے۔
فنکار خالق ہے　　خالق کبھی بھی　　مرتا نہیں ہے۔"(۴)

ایک اور مثال ملاحظہ ہو:

"رقص نکھارے، گیت سنوارے، وقت کے ہر آہنگ کے ساتھ
عکس اتارے، نقش ابھارے، خون جگر کے رنگ کے ساتھ
عام کیا ہر جلوے کو خود جلووں میں مستور ہوئے
زہر پیا سقراط بنے، سولی پہ چڑھے منصور ہوئے۔"(۵)

ان مثالوں سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اوپیرا کے مصرعوں میں شاعری کی طرح قافیہ اور ردیف کی پابندی ہوتی ہے۔ ساتھ ساتھ اس میں غنائیت اور نغمگی جیسی خصوصیات ہوں تو سونے پہ سہاگہ والی بات ہو جاتی۔

۲۔　موسیقی:

اوپیرا کے لیے ضروری ہے کہ شاعری کے ساتھ ساتھ موسیقی بھی ہو۔ وجہ یہ ہے کہ اچھی شاعری ہو گی تب ہی موسیقی آسکتی ہے۔ ماضی میں رابندر ناتھ ٹیگور نے اوپیرا لکھے تو اس میں ان کی موسیقی اور اس کی دھنیں بھی بنائیں۔ وہ پہلے ہندوستانی ہیں جنھوں نے اوپیرا کو ہندوستان کے ساتھ مغربی حصوں سے بھی آشنا کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کے دوسرے بھائی جتندر ناتھ بھی موسیقی کے اشارے Notation System بنایا۔ رابندر ناتھ ٹیگور کے بنائے ہوئے دو ہزار سے زیادہ دھن (Tune) مشہور ہیں۔ ان کا ایک مشہور قول ہے:

"میرے گیت بھلا دیئے جائیں گے میری موسیقی تب بھی باقی رہے گی۔"(۶)

اصل بات یہ ہے کہ اوپیرا میں مختلف راگ، راگنیوں، ساز اور آواز جیسی خصوصیات ایسی ہوں کہ یہ سب مل کر ایک گل دستہ بنائیں۔ ہمارے ہاں اوپیرا میں شاعری کو اولیت حاصل ہے۔ اس حوالے سے سید امتیاز علی تاج لکھتے ہیں:

"اوپیرا کی نمایاں ترین خصوصیت یہ ہے کہ اس میں کہانی کے موضوع کے مطابق ایسی موسیقی پیش کی جاتی ہے جو مواقع کے مطابق متنوع بھی ہوتی ہے اور کسی قسم کے وقفہ سے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-11

کہیں اور اس کا تسلسل و ربط بھی ٹوٹنے نہیں پاتا، یعنی اول سے آخر تک مواقع کے ساتھ ساتھ بغیر تسلسل ٹوٹے موسیقی حسبِ ضرورت آپ سے آپ رنگ بدلتی چلی جاتی ہے۔ اوپیرا تیار یوں ہوتا ہے جب کوئی کہانی کسی ماہر موسیقی کے دل کو لگتی ہے اور اس کے واقعات میں اسے یہ امکان نظر آتا ہے کہ انھیں رنگارنگ اور مسلسل موسیقی کے ذریعے پیش کیا جائے تو کسی شاعر سے تبادلہ خیال کر کے پہلے وہ کہانی کے لیے مناسب بحروں میں ایسے مکالمے لکھنے کی فرمائش کرتا ہے جو اس موسیقی کے تصور میں معاونت کر سکیں۔ پھر اوپیرا کی اس تحریر جو لیبرٹو کہلاتی ہے طرح طرح کے بہت سے سازوں سے مناسب ترین ساز استعمال میں لا کر ایک مسلسل و مربوط موسیقی مرتب کرتا ہے۔ جس کی اونچ نیچ کہانی کے واقعات کے مطابق چلتی اور خوبی سے بدلتی ہے اور جس کے ایکٹر اور ایکٹروں کی آوز مل کر مطلوبہ تاثر سے موسیقی کا ایک سماں پیدا کر دیتی ہے۔"(۷)

چوں کہ اوپیرا کی تخلیق میں اہم حیثیت شاعر کی ہی ہوتی ہے اس لیے اس شاعر کی شاعری میں ایسی موسیقی ہونی چاہیے جو مقتضائے حال کے مطابق ہو۔اس حوالے سے ابراہیم یوسف کے خیالات کچھ یوں ہیں:

"اردو اوپیرا کی تخلیق میں کلیدی حیثیت شاعر کی ہوتی ہے۔ وہ کہانی کے بارے میں سوچتا ہے اس کہانی کو مناسب بحور استعمال کر کے بیان کرتا ہے۔ تب ماہر موسیقی مناسب راگ راگنیوں اور سازوں کی مدد سے پیش کرتا ہے۔ گویا ہمارے اوپیراؤں میں شاعر اور الفاظ کو زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ جب کہ مغرب میں موسیقی اور آرکسٹرا کو۔"(۸)

یہی وجہ ہے کہ بعد میں اوپیرا کا اولین تجربہ ڈاکٹر شنو گھرانہ نے "جہاں آرا" کی صورت میں کیا۔ انھوں نے اس ضمن میں اپنے تجربات بیان کرتے ہوئے کہا ہے:

"اردو میں اوپیرا پیش کرنے کا پہلا تجربہ ہمارے ادرے "گیتنگا" نے ہی کیا۔ اس سے قبل اردو زبان میں کوئی اوپیرا پیش نہیں کیا گیا تھا۔ اوپیرا کی تاریخ میں "جہاں آرا" ایک نہایت کامیاب تجربہ ثابت ہوا۔ مجھے توقع تھی کہ اردو زبان کے قدر دان اس کو پسند کریں گے اور ایسا ہی ہوا۔ "جہاں ارا" کی ریہر سلس ہم نے ساتھ ہی کیں۔۔۔۔ میں اور نہیں جانتی اور بہت سے کلاکار بھی اردو نہیں جانتے تھے۔ اس لیے رفعت صاحب کے ساتھ یہ طے ہوا کہ

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-11
ماخذ تحقیقی مجلہ

وہ اسکرپٹ دلونا گری رسم الخط میں لکھیں اور شام کی ریہرسل میں وہ بہ نفس نفیس تشریف لائیں اور کلاکاروں کو تلفظ کی ادائیگی سمجھائیں۔ محنت کے دن تھے مگر وہ بہت اچھے دن تھے۔ ہم لوگ جیسے ایک خاندان کے افراد کی طرح مل جل کر اس اوپیرا "جہاں آرا" کے لیے کام کر رہے تھے۔ اسکرپٹ میں جہاں جہاں تبدیلیاں ضروری ہوتی تھیں رفعت صاحب نہایت خندہ پیشانی سے وہ تبدیل کر دیتے تھے۔"(۹)

اس میں یہ بات بھی ضروری ہے کہ موسیقی تو ہو مگر موسیکار کو ہندوستانی راگ راگنیوں پر عبور حاصل ہو۔ تاکہ بروقت ضرورت وہ راگوں میں تبدیلی کرتا رہا اور یہ تبدیلی بھی ایسے طریقے سے ہو کہ سننے والوں کو جھٹکا نہ لگے بلکہ ایک راگ کو دوسرے راگوں میں بڑی مہارت سے تبدیل کرنا پڑتا ہے۔ ڈاکٹر شنو گھرانہ کے مطابق انھوں نے "جہاں آرا" میں ۶۴ راگ راگنیوں کو استعمال کیا تھا اور اوپیرا چیتر لیکھا میں ۷۵ راگنیوں کو استعمال کیا تھا۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ اس میں راگ راگنیوں پر مہارت حاصل ہو۔

اداکاری:

صرف اوپیرا بنانا (کمپوز کرنا)، دھنیں بنانا اور Orchestra ہی تیار کرنا کافی نہیں ہوتا بلکہ اس کے ایسے اداکار بھی کاسٹ کیے جائیں جو نہ صرف یہ کہ اچھی اداکاری کریں بلکہ گانے بھی گا سکیں۔ یعنی اچھے گائیک بھی ہوں۔ دوسرا یہ کہ وہ لوگ بغیر مائیک کے بھی اپنی آواز قارئین تک پہنچا سکیں، ۱۹۴۷ء میں آزادی کے بعد پنجابی فلم اوپیرا "ہیر رانجھا" پیش کیا گیا تھا جو کہ شیلا بھاٹیہ کی پیش کش تھی۔ اس حوالے سے اُن کے تجربات یہ ہیں:

"ہمارا اوپیرا میوزک اعتبار کے اوپیرا سے بالکل مختلف ہے۔ "ہیر رانجھا" پیش کرنے کے بعد جب میں مغربی ملکوں میں گئی تو وہاں میں نے محسوس کیا کہ ہمارا تجربہ لوک دھنوں کی بنا پر زیادہ طاقتور تھا۔ "ہیر رانجھا" بہت لوگ دیکھنے آئے تھے اور سنگیت کی طاقت اور بہاؤ نے زبان کے باندھے توڑ دیئے تھے۔۔۔۔ شنو گھرانہ نے آپنے آپ کو ہیر کے کردار میں ڈھالنے میں بہت محنت کی۔ ہم نے مائیک کا استعمال نہیں کیا بلکہ بلند آہنگ کلاکاروں سے گوایا۔"(۱۰)

اداکاری کے لیے تیاری بہت ضروری ہے۔ وجہ یہ ہے کہ کوئی ماں پیٹ سے تو اداکاری لے کر پیدا نہیں ہوتا بلکہ اُسے اداکاری سیکھنی پڑتی ہے تب ہی وہ ایک اچھا اداکار بن سکتا ہے۔ اس کے لیے مخصوص ٹریننگ لینی پڑتی

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-11
ماخذ تحقیقی مجلہ

ہے۔ مختلف قسم کے ادارے ہوتے ہیں۔ آج کل تو ہر چیز سکھائی جا سکتی ہے۔ جب کہ پچھلے زمانے میں یہ چیزیں ناپید تھیں۔ اس حوالے سے سب سے زیادہ اوپیرا کی پیش کرنے والی بڑی ہستی شنو گھرانہ کہتی ہیں:

> "میں نے جتنے اوپیرا کیے، ہیر رانجھا، سوہنی مہنیوال، جہاں آرا، چتر لیکھا اور سندری۔ ان سب میں سب کرداروں کی آوازوں کو میں نے الگ الگ ٹریننگ دی کیوں کہ اوپیرا کی سب سے پہلی ضرورت یہی ہے۔ موضوع اور کردار کے مطابق ایک دو آوازوں کو سنوار اور پھر ان جذبات کو الگ الگ نقل و حرکت میں ڈھالا تب کہیں جا کر نکھار آیا۔ اوپیرا میں Spoken words بالکل نہیں ہوتے۔ یہاں تک کہ ہاں اور نا جیسے لفظ بھی ایک خاص سُر کے ساتھ ادا کیے جاتے ہیں۔ اداکاری میں (Timings) پر بہت دھیان دیا جاتا ہے جو آرکیسٹرا کے ذریعے آسان ہو جاتا ہے۔ اسی کی مدد سے وقت کے گیپ کو بھرا جاتا ہے۔"(۱۱)

اس سے یہ بات ذہن میں آتی ہے کہ موسیقی شاعری اور موسیقی چاہے جتنی بھی جان دار اور شان دار ہو مگر کمزور اداکار ہو تو وہ معیار پر پورا نہیں اُتر سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اداکاری نہ کر سکنے والے افراد اس خانے میں فٹ نہیں بیٹھ سکتے۔

پہلے اوپیرا اسٹیج پر پیش کیا جاتا رہا مگر بعد میں اسے ریڈیو پر بھی کامیابی سے پیش کیا گیا۔

اردو میں اوپیرا نگار گنے چنے ہی ہیں جن میں رفیق خاور، عبدالعزیز خالد، شہاب جعفری، کمار باشی، قیصر قلندر، ترلوک چند کوثر، سردار جعفری، ساغر نظامی اور مختار صدیقی وغیرہ۔

ساغر نظامی کے مشہور اوپیراز میں "کوئی میں جنس ہنر بیچتا ہوں" اور "انار کلی" شامل ہیں۔ "انار کلی" امتیاز علی تاج کے کلاسیکی ڈرامے کا منظوم روپ ہے اور خاصا دلچسپ ہے۔ کیوں کہ اردو ادب میں یہی تو ایک مکمل ڈراما ہے جو فن کے تمام پیمانوں پر پورا اترتا ہے۔

سلام مچھلی شیری کے اوپیرا میں "عالم عالم حلقہ دام خیال ہے" اور "زیب النساء" ہے۔

رفعت سروش کے اہم اوپیرا "شاہجہاں کا خواب" اور "جب خزاں آئی" ہیں۔ اس کے علاوہ ایک اہم اوپیرا "شیریں فرہاد" بھی ہے جس میں انھوں نے مشہور لوک داستان کو منظو ڈرامے کی شکل دے کر اوپیرا کا روپ دیا ہے۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-11

حوالہ جات

۱۔ شبانہ نذیر، اردو اوپیرا (۴۷ء کے بعد)، جے کے آفسٹ پولیس، دہلی، ۱۹۹۷ء، ص ۶۰

۲۔ ایضاً، ص ۶۰-۶۱

۳۔ ایضاً، ص ۶۱

۴۔ ایضاً، ص ۶۲

۵۔ ایضاً، ص ۶۳

۶۔ ایضاً، ص ۶۵

۷۔ اردو اوپیرا از شبانہ نذیر، ص ۶۷

۸۔ ابراہیم یوسف، اوپیرا نگاری، مرتبہ رضیہ حامد، بحوالہ اردو اوپیرا از شبانہ نذیر، ص ۶۷

۹۔ ایضاً، ص ۶۸

۱۰۔ ایضاً، ص ۷۰

۱۱۔ ایضاً